اسلام اور حقوقِ بشر

قائد ملت مولانا سید کلب جواد نقوی، جنرل سکریٹری مجلس علماء ہند

(۲۶)

اس سے پہلے یہ بات زیر بحث آچکی ہے کہ اسلام میں جو سخت سزائیں ہیں وہ ایک معاشرہ کے نظام کو صحیح ڈھنگ سے چلانے کے لئے انتہائی ضروری ہیں، مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت بھی ہے کہ جن جرائم کے سلسلہ میں یہ سخت سزائیں ہیں ان کو ثابت کرنے کے لئے بھی ویسی ہی سخت شرائط رکھ دی گئی ہیں، جس کی وجہ سے ان جرائم کا پایۂ ثبوت تک پہنچنا بہت دشوار ہوگیا ہے۔ بات آگے بڑھانے سے پہلے ضروری ہے کہ عوام کے لئے یہ بات واضح کردی جائے کہ اسلام میں سزاؤں کی تین قسمیں ہیں (۱) پہلی قسم کا نام حدود ہے۔ اس میں اسلام کی طرف سے سزا معین ہے۔ جیسے گردن اڑانا، سنگسار کرنا، سو کوڑے لگانا۔ کوڑے لگانا اور سنگسار کرنا، کوڑے لگانا اور شہر بدر کرنا، ۸۰ کوڑے لگانا، ہاتھ کاٹنا (۲) کچھ جرائم ایسے ہیں جن کی سزا معین نہیں ہے جن کو تعزیرات کہتے ہیں۔ حاکم شرع کے صوابدید پر ہے کہ وہ خود سزا معین کرے (۳) تیسری قسم سزا کی ہے قصاص۔ یہ وہ سزا ہے کہ جس کو انجام دینے کا حق خود مظلوم کو دیا گیا ہے۔

گزشتہ مضامین میں کئی واقعات بطور مثال پیش کئے گئے۔ جب جرم کرنے والوں نے خود آکر اپنے جرم کا اقرار کیا اور خود سے سزا کا مطالبہ کیا۔ آپ حضرات نے خبروں میں پڑھا ہوگا یا کبھی سنا ہوگا کہ کسی نے اپنی بیوی کو غیض وغضب کے عالم میں قتل کردیا اور بعد میں تھانہ میں حاضر ہوکر اپنے جرم کا اقرار کیا۔ کبھی یہ بھی سنا ہوگا کہ کسی نے اپنے معصوم بچوں کو نشہ کی حالت میں یا غصہ سے پاگل ہوکر یا غربت سے مجبور ہوکر قتل کردیا اور جب نشہ اترا تو پچھتاوے کی آگ سے مجبور ہوکر اپنے کو پولیس کے حوالے کردیا، لیکن یہ آپ نے کبھی نہ سنا ہوگا کہ خلاف عصمت وعفت عمل انجام دے کر یا چوری کا ارتکاب کرکے کسی نے عدالت میں آکر خود اقرار کرلیا ہو۔ لیکن تاریخ اسلام میں بے شمار ایسے واقعات ملیں گے کہ جب مجرموں نے اپنے ہوش و ہواس میں رہتے ہوئے جرم کیا، مگر اللہ کی خوشنودی کی خاطر اپنے کو سزا کے لئے خود ہی پیش کردیا، کیونکہ اسلام میں دنیا سے زیادہ آخرت کی اہمیت ہے، لہٰذا ان اقرار کرنے والوں نے انتہائی عقلمندی اور دانشمندی کا ثبوت دیتے ہوئے دنیا کی وقتی اذیت اور تکلیف کو برداشت کرلیا تاکہ آخرت کی ہمیشہ کی تکلیف سے محفوظ ہوجائیں، کیونکہ دنیا کی سخت سے سخت تکلیف پہلی تو یہ ہے کہ وقتی اور زودگر ہے اور دوسری حقیقت یہ ہے کہ یہاں کی بڑی سے بڑی تکلیف جہنم کی تکلیفوں کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

زمانہ رسالت ہے۔ ایک خاتون بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئی اور اقرار کیا کہ اس نے زنا جیسا قبیح عمل انجام دیا ہے۔ جب تمام شرعی شرائط پوری ہوگئیں تو رسولؐ اللہ نے اس خاتون کو سنگسار کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ جب وہ دنیا سے رخصت ہوگئی تو حضورؐ نے اس کی نماز جنازہ کا اعلان فرمایا اور خود امامت فرمائی۔ کسی بزرگ صحابی نے دبی زبان سے کہا اے اللہ کے رسولؐ آپ ایک زناکار کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں؟ رسولؐ اللہ نے جواب میں فرمایا: جسے تم گناہ گار کہہ رہے ہو اس کی توبہ ایسی ہے کہ اگر

مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کردی جائے تو سب کی نجات ہوجائے گی۔ رسولؐ اللہ نے کسی گناہ گار کو سنگسار کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ جب وہ شخص اس دنیا سے رحلت کر گیا تو کچھ مسلمان اسے برا بھلا کہنے لگے۔ رسولؐ اللہ نے انہیں سختی سے منع فرمایا اور فرمایا کہ ''قسم ہے اس وحدہ لاشریک کی یہ مرنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ محبوب اور پاکیزہ ہے۔ دورِ رسالتؐ میں ایک گناہ گار کو سنگسار کیا گیا۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان دوست سے بولا کہ یہ شخص ایک کتے کی موت مارا گیا ہے۔ رسولؐ اللہ کو خبر ہوئی۔ حضور نے ان دونوں کو اپنی بارگاہ میں طلب فرمایا اور اپنے کچھ اصحاب کو حکم دیا کہ ان دونوں کو فلاں جگہ لے جاؤ جہاں ایک سڑی ہوئی لاش پڑی ہوئی ہے اور ان سے کہو کہ اپنے دانتوں سے اس کا گوشت کاٹیں۔ ان دونوں نے گھبرا کر کہا اے اللہ کے رسولؐ یہ آپ کیا حکم دے رہے ہیں؟ ہم ایک نجس مردار کا گوشت اپنے دانتوں سے کاٹیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا: تم لوگوں نے اس سنگسار شدہ شخص کے لئے جو الفاظ استعمال کئے وہ اس نجس مردار سے زیادہ نجس ہیں۔

حضرت علیؑ کے دور خلافت میں ایک شخص نے اپنے غلام کے ساتھ خلاف فطرت عمل انجام دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد خود مولیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے قبیح عمل کا اقرار کرتے ہوئے اصرار کیا کہ اسے سزا دے کر پاک کردیا جائے۔ حضرت علیؑ نے اسے واپس جانے کا حکم دیا۔ وہ دوبارہ آیا اور پھر سزا کے لئے اصرار کیا، حضرت علیؑ نے اسے پھر واپس کردیا۔ تیسری بار آیا مولیٰ علیؑ نے اس بار بھی پلٹا دیا۔ جب وہ چوتھی دفعہ آیا یہ کہتا ہوا یا علیؑ مجھے پاک کردیجئے۔ مجھ سے انتہائی غلط گناہ سرزد ہوگیا ہے تو اب حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ نے اس عمل کے لئے تین طرح کی سزائیں معین فرمائی ہیں۔ تجھے اختیار ہے جسے چاہے منتخب کرلے۔ اس نے دریافت کیا یا علیؑ وہ تین سزائیں کون سی ہیں؟ فرمایا: (۱) تلوار سے گردن پر وار (۲) ہاتھ پیر باندھ کر پہاڑ کے اوپر سے لڑھکا دینا (۳) آگ میں زندہ جلا دینا۔ مجرم پوچھ رہا ہے یا علیؑ کون سی سزا سب سے زیادہ سخت اور تکلیف دہ ہے؟ حضرت علیؑ نے فرمایا آگ میں جلنا سب سے زیادہ سخت ہے اور تکلیف رساں ہے۔ مجرم نے کہا مولیٰ علیؑ میں اپنے لئے یہی سزا اختیار کرتا ہوں۔ اس کی خواہش پر اسے جلایا گیا۔ آج کی مادہ پرست دنیا کے لئے یہ واقعہ اور مثال یقیناً انتہائی عجیب وغریب ہے۔ آج اگر کسی عدالت میں مجرم پر جرم ثابت ہوجائے اور خود مجرم اس کے رشتہ داروں اور وکیلوں کو یقین ہوجائے کہ جج سزا دے کر رہے گا۔ سزا کا حکم لکھنے کے لئے جج صاحب قلم ہاتھ میں اٹھالیں، اس وقت مجرم اور اس کا وکیل جج صاحب کے سامنے گڑگڑاتے ہیں کہ جج صاحب آپ ہمارے اس مجرم کو نرم سے نرم سزا دیجئے گا۔ یہاں مجرم خود اپنے لئے سخت ترین سزا کا انتخاب کر رہا ہے، کیونکہ اسے یقین ہے کہ اس سزا کے عوض اسے آخرت کی ہمیشہ کی راحت نصیب ہوگی۔ اب کہاں ہیں وہ لوگ جو اسلامی سزاؤں کو وحشت، بربریت اور مخالفِ انسانیت بتاتے ہیں، جن کو آخرت کے نظام جزا و سزا پر یقین ہے، ان کی نظر میں سزائیں مصیبت نہیں نعمت و رحمت ہیں۔

(جاری)

(بشکریہ روزنامہ 'راشٹریہ سہارا' (اردو) ۶/اپریل ۲۰۱۱ء)